

(ستارہ اپنے بیڈروم میں ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بیٹھی ہے۔ پاس ہی ٹیپ ریکارڈر پر غزل جاری ہے۔ یہ غزل اسے آج ریکارڈ کرانا ہے۔ اسلم کو لری کی یہ غزل اس سکرپٹ کا تھیم سونگ بھی ہے۔

پل پل اپنا رنگ بدلنا، چلنا سنگ ہوا کے
کس میری سے سیکھے تم نے یہ انداز وفا کے
آنکھیں خالی ہیں اور گھر کی ساری دیواروں پر
آڑی تر چھی سطریں ہیں یا لٹے سیدھے خاکے
اک چمک سی پیدا ہوتی ہے سنساں فضا میں
پھر سناٹا چن لیتا ہے نکلے میری صدا کے

ستارہ سن رہی ہے، جیسے دھن کو ذہن نشین کر رہی ہو۔ اس دوران کٹ اور ری ٹیک وغیرہ کے الفاظ آتے ہیں۔ ستارہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بیٹھی ہے اور نروس ہے۔ سب سے پہلے اس کے چہرے کا کلوز اپ کمرے میں آتا ہے۔ یہ کلوز اپ آئینے سے لیا جاتا ہے۔ ستارہ احتیاط سے آنکھوں پر مسکارا لگا رہی ہے۔ اس کی آنکھوں میں آنسو ہیں۔ وہ ٹیپ کو Rewind کرتی ہے اور الپ پھر سنتی ہے۔ اس کے بعد اٹھتی ہے اور ڈریسنگ ٹیبل کے دراز الٹ پلٹ کرتی ہے۔ اس کے انداز میں جلدی اور جھلاہٹ ہے۔ اب وہ تکیے کے نیچے دیکھتی ہے۔ پھر الماری کھولتی ہے۔ فون کی گھنٹی بجتی ہے۔ وہ بھاگ کر فون تک پہنچتی ہے۔ نیچے سے کار کا ہارن سنائی دیتا ہے۔ وہ فون پر ”ہیلو“ کہہ کر واپس ڈریسنگ ٹیبل پر جاتی ہے، ٹیپ بند کرتی ہے اور پھر فون پر آ جاتی ہے۔)

ستارہ: جی ہیلو۔ میں ستارہ فیروز بول رہی ہوں۔ جی ماسٹر جی..... نہیں جی، دیر کیوں ہوگی..... میں سٹوڈیو پہنچ جاؤں گی ساڑھے دس بجے۔ آپ فکر نہ کریں۔ آرکسٹرا ریڈی ہے ناں..... آپ مجھے نروس نہ کریں، دیر نہیں ہوگی انشاء اللہ۔

(فون بند کرتی ہے۔ چند ثانیے کے لیے آنکھیں بند کر کے اپنے آپ کو مجتمع کرتی)

ہے۔ پھر اپنے بیدروم سے باہر نکلتی ہے۔)

کٹ

سین 2 ان ڈور کچھ دیر بعد

(ستارہ کا اندھا باپ ڈانٹنگ روم کی کرسی کھینچے بیٹھا ہے اور چار سلائیوں پر ایک جراب بن رہا ہے۔ لمبے میز پر ایک دودھ گلاس پڑا ہے۔)

ابا: تارا.....

ستارہ: سلام ابا!

ابا: وعلیکم سلام..... دودھ پی لو بیٹا!

(باپ ٹنگ چھوڑتا ہے، احتیاط سے دودھ کا گلاس اٹھاتا ہے اور پیش کرنے کے انداز میں

بڑھاتا ہے، لیکن ستارہ کو دودھ دیکھ کر ابا کی آتی ہے۔)

ستارہ: شکریہ..... ابھی..... ابھی ناشتہ تو نہیں بنا ہو گا؟

ابا: وہ..... بن جائے گا..... بن جائے گا تو دودھ پی لے۔

ستارہ: آپ نے چائے نہیں پی ناں!

ابا: میرا جی نہیں چاہتا صبح سویرے چائے پینے کو..... لے۔

(ستارہ باپ کے ہاتھ سے گلاس لیتی ہے۔ ایک گھونٹ پیتی ہے، پھر آہستہ سے گلاس رکھ

دیتی ہے۔ اب جیسے وہ کسی چیز کی تلاش میں ہے۔ وہ جلدی سے صوفے کی گدیاں اٹھا کر

دیکھتی ہے۔ باپ اندازہ لگانے کے انداز میں سنتا ہے۔)

باپ: کیا تلاش کر رہی ہے تارا.....؟

ستارہ: میری ڈائری تھی ابا جی..... پتہ نہیں کہاں رکھ بیٹھی ہوں۔

باپ: رات کو تو نے پرس میں رکھی تھی۔

ستارہ: رکھی تو تھی ابا جی پر..... پر پتہ نہیں راتوں رات کہاں غائب ہو گئی۔ پرس میں بھی

کچھ نہیں رہتا خیر سے۔
(جلدی سے جاتی ہے۔ باپ دودھ کا گلاس دیکھتا رہ جاتا ہے)

کٹ

سین 3 ان ڈور دن

(ایک خوبصورت بیڈروم۔ اس میں ایک ٹیبلر قسم کی عورت ہاتھ پاؤں پھیلائے بے سدھ سو رہی ہے۔ Cot میں بچہ زور شور سے رو رہا ہے۔ ستارہ آتی ہے، جیسے وہ ڈائری تلاش کر رہی ہے۔

ستارہ: آپ نے میری کاپی تو نہیں دیکھی آپا؟
(یکدم ستارہ کو احساس ہوتا ہے کہ آپا سو رہی ہے۔ وہ روتے بچے کو Cot میں سے اٹھاتی ہے۔)

ستارہ: آپا.....! اے آپاجی! آپاجی..... بادشاہ کا کارور رہا ہے۔ آپ کا!
(آپ کر وٹ لے کر ذرا سا جاگتی ہے۔)

آپا: کوئی ایسا وقت بھی ہوتا ہے جب یہ نہ روتا ہو!
ستارہ: آپا..... پیاری آپاجی! اسے بھوک لگی ہے۔ خدا قسم۔
آپا: ابھی دودھ پلایا تھا۔ ڈال دے اسے Cot میں۔ آپا چپ کر جائے گا۔ ہر وقت اسے تو جہ چاہیے کہینے کو۔ لٹا دے۔

(آپا منہ پر کھبل لے کر سو جاتی ہے۔ ستارہ بچے کو پیار کرتی ہے، پچکارتی ہے Cot میں ڈال کر چوسنی اس کے منہ میں دیتی ہے۔ بچہ چپ ہوتا ہے۔ ستارہ زہر خند کے ساتھ مسکراتی ہے۔ پھر ادھر ادھر ڈائری تلاش کرتی ہے۔ اب وہ آپا کے سر ہانے ہاتھ ڈال کر دیکھتی ہے۔)

آپا: کیا چاہیے اب؟

ستارہ: میری ڈائری کہیں دیکھی آپ نے؟
 آپا: دھیان سے رکھا کر اپنی چیزوں کو۔ مجھے تو ڈر ہے کسی دن تو اپنا آپ کہیں رکھ کر بھول جائے گی۔

(ستارہ جاتی ہے۔ کیمرہ اس کے چہرے پر آتا ہے۔)
 ستارہ: کاش آپا ایسے ہو سکتا! کاش میں کہیں اپنے آپ کو رکھ کر تالا لگا دیتی اور چابی بادلوں میں پھینک دیتی۔ وہ گئی چابی..... وہ گئے بادل.....

کٹ

سین 4 ان ڈور دن

(ستارہ اب نگینہ کے بیڈروم میں آتی ہے۔ نگینہ گھوک سو رہی ہے۔ نگینہ جوان خوبصورت لڑکی ہے جسے ستارہ کی دولت نے بہت مار ڈن کر رکھا ہے۔ وہ نائچی پہنے، کلمے ہوئے ہال بنکے پر ڈال کر پورے ایکٹرس روپ میں سو رہی ہے۔ اس کی پلنگ پر فلمی ایکٹرسوں کے رسالے کھلے پڑے ہیں۔)

ستارہ: نگینہ! رانی دس بج گئے ہیں۔

نگینہ: کون ہے؟

ستارہ: دس بج گئے ہیں۔ ابانے ابھی تک چائے نہیں پی۔

نگینہ: کرم دین نہیں آیا آج پھر؟

ستارہ: تم کو اباکا خیال رکھنا چاہیے نگینہ۔ وہ کسی کو کچھ کہتے نہیں، کچھ مانگتے نہیں۔

نگینہ: تو کہا کریں ناں، مانگا کریں ناں۔ ان کو منع کون کرتا ہے! ایسے شکایتیں لگاتے رہتے ہیں سب کی۔

ستارہ: انہوں نے تو مجھ سے کچھ نہیں کہا۔

نگینہ: ان کی عادت ہے..... آہستہ آہستہ بھڑکاتے رہتے ہیں سب کو۔

- ستارہ: اب اٹھنا چاہیے نگینہ۔
- نگینہ: اٹھ جاتی ہوں باجی۔ ایک تو سب کو صرف میری نیند سے چڑ ہے۔
(اٹھ کر آزدہ انداز میں بیٹھتی ہے)
- رات کو میں نے ذرا لیٹ فلم دیکھ لی تھی وی سی آر پر۔ اسی وقت مجھے یہ تھا صبح جھڑکیں پڑیں گی۔
- ستارہ: اگر تمہیں نیند آئی ہے تو سو رہو۔ میں تو یونہی چاہتی تھی کہ سب صبح سویرے جاگا کریں، اور کچھ نہیں تو ابا کی خاطر.....
- نگینہ: اور صبح اٹھ کر کیا کریں باجی جی.....؟
- ستارہ: ہاں..... یہ بھی ایک مسئلہ ہے۔ کیا کریں صبح اٹھ کر!..... جہاں سب کچھ کیا کرایا ملے وہاں صبح اٹھ کر آدمی کیا کرے..... واقعی!
- نگینہ: آپ طنز کی رہی ہیں؟
- ستارہ: خدا نخواستہ..... میری ڈائری دیکھی تم نے؟
- نگینہ: کیسی جلد تھی؟
- ستارہ: نیلی!
- نگینہ: نہیں جی..... شاید عاصم کے پاس ہو۔
- ستارہ: اچھا خدا حافظ!
- نگینہ: ریکارڈنگ پر جا رہی ہیں؟
- ستارہ: ہاں!
- نگینہ: آپ کے تو مزے ہیں، ریکارڈنگ پر چلی جاتی ہیں۔ پیچھے میں رہ جاتی ہوں اباجی کے ساتھ۔ اکیلی۔
- (ستارہ جاتی ہے۔ نگینہ پھر بستر میں گھس کر مزے سے سو جاتی ہے۔)

کٹ

(عاصم کا بیڈروم۔ عاصم ایک نوجوان بے فکر آدمی ہے جو ستارہ کا اکلوتا بھائی ہونے کے ناطے مزے کورہا ہے۔)

ستارہ: عاصم!

عاصم: (غنودگی میں) جی!

ستارہ: بھائی کالج نہیں جانا آج؟

عاصم: آج اقبال ڈے کی چھٹی ہے۔

ستارہ: پرسوں بھی اقبال ڈے کی چھٹی تھی!

عاصم: دراصل آپا ہمارے پرنسپل کو بہت عقیدت ہے علامہ اقبال سے..... وہ کہتے تھے کہ ایک چھٹی کافی نہیں۔

ستارہ: (تنبیہ) عاصم!

عاصم: جی آپا۔

ستارہ: تمہارے لیکچر شارٹ ہو جائیں گے گدھے۔ کچھ خیال کرو اپنا۔ اٹھو!

عاصم: بس جی میں چلا جاتا ہوں کالج۔ وہاں خالی کمروں میں بیٹھ کر آجاؤں گا اور کیا۔

ستارہ: کم از کم تم کو تو اپنی ذمہ داری کا احساس ہونا چاہیے۔

عاصم: آپ جیسا ڈکٹیٹر جس گھر میں موجود ہو وہاں کسی اور کو ذمہ داری گلے ڈال کر مرنا ہے۔ پھانسی لگنا ہے۔

ستارہ: (دکھ سے) عاصم!

عاصم: اوجی نہ، آپ خود آرام سے بیٹھتی ہیں نہ کسی اور کو بیٹھنے دیتی ہیں..... نہ آپ کو خود نیند

آتی ہے نہ آپ کسی کو سونے دیتی ہیں۔ آدمی تو ہر وقت چور بنارہتا ہے اس گھر میں

(اس بات کا ستارہ پر یکدم رد عمل ہوتا ہے۔ وہ ندامت محسوس کرنے لگتی ہے۔)

ستارہ: تم نے مائنڈ کر لیا ہے عاصم!

(عاصم جو پکا Exploiter ہے اب لبامذہب بنا کر اٹھتا ہے..... پھر بڑے طریقے سے سیلپر

پہنتا ہے اور کرسی سے تولیہ اٹھا کر غسل خانے کا رخ کرتا ہے۔)

عاصم: کوئی آدمی بی اے کے امتحان میں کبھی فیل نہ ہو..... بس سارا اعتبار ہی جاتا رہتا ہے

گھر والوں کا۔ اب سو فیکٹر ہو سکتے ہیں فیل ہونے کے..... ممکن ہے پیپر چیک کرنے میں غلطی لگ گئی ہو، ہو سکتا ہے۔ پیپر چیکر کا موڈ خراب ہو، ہو سکتا ہے نمبروں کو جمع کرنے والے کی غلطی ہو..... ہزار فیکٹر ہو سکتے ہیں لیکن پیچھے سب لوگ سٹوڈنٹ کے پڑے رہیں گے ہر وقت۔

ستارہ: کون پیچھے پڑا رہتا ہے؟

عاصم: سب پڑے رہتے ہیں باجی جی، پیچھے پڑے رہنے کا طریقہ سب کا الگ الگ ہوتا ہے۔

ستارہ: مثلاً؟

عاصم: آپ کا خیال ہے بی اے فیل لڑکے کو اچھا لباس نہیں پہننا چاہیے۔ ڈاڑھی رکھ لوں تو آپا خوش ہو جائیں۔ ان کا خیال ہے کہ جو ڈاڑھی رکھ لیتا ہے، وہ بہت پڑھا کو ہو جاتا ہے۔

(ستارہ پاس آکر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتی ہے۔)

ستارہ: سب فیل ہو جاتے ہیں کبھی کبھی..... اس قدر مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ ایسا کوئی شخص نہیں ہو گا اس ساری دنیا میں جو کبھی کسی امتحان میں فیل نہ ہوا ہو..... جو ہمیشہ ہر معیار پر پورا اترے۔

عاصم: (اور بھی دکھی بن کر) یہ بھی آپ کہتی ہیں صرف!

ستارہ: جس روز میں اپنے پہلے گانے کے ٹیک کے لئے گئی تھی..... تمہیں یاد ہے ”رات اور جگنو“ کا ڈوپٹ ساگ۔ تو میں اس قدر زرد تھی اس قدر زرد تھی کہ دس ٹیکس ہوئیں اور سب میں میری آواز بیٹھ گئی۔ فریدوں صاحب نے آڈیشن کینسل کر دیا۔ ساری فلم انڈسٹری میں میری بھد اڑ گئی۔ اب دیکھ لو..... وہی فریدوں صاحب صبح و شام رات دن تمہارے سامنے ہیں۔ اس روز فیل نہ ہوتی تو آج یہاں نہ پہنچتی۔ سنا جی تم نے!

عاصم: اوجی آپ کی اور بات ہے باجی جی۔ میں جانتا ہوں میں کچھ نہیں بنوں گا..... مجھ سے کچھ نہیں ہو گا۔

- ستارہ: بے وقوف! ہوگا، بنے گا۔ ایسی باتیں منہ سے مت نکالا کرو..... خبردار!
- عاصم: مجھے تو آپ کسی بینک میں چہرہ اسی لگوا دیں۔ افسوس تو یہ ہے کہ اب بی اے فیل کو کوئی آدمی چہرہ اسی بھی نہیں لگاتا۔
- ستارہ: (ہلکی سی چپت عاصم کے منہ پر مار کر) پتہ ہے کوئی گھڑی کیسی ہوتی ہے، کوئی گھڑی کیسی ہوتی ہے۔ ہمیشہ اچھی بات منہ سے نکالو۔ سنا حضرت جی! اور میں یہ ناکامی کے فلسفے سنوں، تیرے منہ سے دوبارہ۔
- عاصم: آپ چھوڑ دیں گی تو اب تھوڑی چھوڑیں گے..... اٹھتے بیٹھتے طعنے، چونڈیاں، سجان اللہ ان کی باتوں میں موچنے جیسی پکڑ ہوتی ہے..... (باپ کے انداز میں) ہاں یعنی اور دیکھو فلمیں، کون منع کر سکتا ہے!
- ستارہ: ایسے اباجی سے مت لڑا کرو! دیکھتا نہیں ان کا Handicap کتنا بڑا ہے۔ (پرس کھول کر) پاکٹ منی ہے کہ ختم ہو گئی؟
- عاصم: ختم ختم..... واریاں دی۔
- ستارہ: لے یہ پچاس روپے اور دیکھ، نگینہ کو مت بتانا۔ ابھی کل میں نے اسے فریج شفون کی ساڑھی خرید کر دی ہے لیکن اگر اسے معلوم ہو گیا تو وہ پچاس روپے مانگے گی ضرور۔
- عاصم: بہت زیادہ چندری لڑکی ہے۔
- ستارہ: خدا حافظ! (جاتی ہے)
- عاصم: تھینک یو باجی جی!
- ستارہ: خواہ مخواہ! (واپس پلٹ کر) میری ڈائری تو نہیں دیکھی عاصم؟
- عاصم: کون سی ڈائری؟
- ستارہ: میری ساری ڈائری اس میں تھیں Takes کی ریہرسلوں کی..... پروڈیوسروں کا سارا حساب کتاب تھا لکھا ہوا۔
- عاصم: کسی سٹوڈیو میں نہ بھول آئی ہوں۔
- ستارہ: اللہ نہ کرے!

عاصم: آپ فکر نہ کریں، تلاش کرونگا میں.....
(ستارہ جاتی ہے۔ عاصم دوبارہ اپنے پلنگ پر دراز ہوتا ہے)

کٹ

سین 6 آؤٹ ڈور دن

(ستارہ آکر کار میں بیٹھتی ہے۔ ڈرائیور کار سٹارٹ کرتا ہے۔ اندھا باپ باہر آتا ہے۔
اس کے ہاتھ میں دودھ کا گلاس اور ایک ڈائری ہے۔)

باپ: یہ تیری ڈائری ستارہ!

ستارہ: تھینک یو ابا جی..... ریٹیلی تھینک یو۔ کہاں سے ملی؟

باپ: بس تلاش کر لی..... لے دودھ پی لے۔

ستارہ: جی نہیں کرتا۔ (پھر باپ کا چہرہ دیکھتی ہے۔ اس کے ہاتھ سے گلاس لیتی ہے۔ دو

گھونٹ غناغٹ پیتی ہے، پھر گلاس واپس کر دیتی ہے) شکریہ ابا جی!

باپ: سارا ختم کر دیا؟

ستارہ: جی..... خدا حافظ!

(باپ گلاس دیکھتا ہے، جیسے جانتا ہو کہ دودھ ختم نہیں ہوا۔ کار چلتی ہے۔ ستارہ کھڑکی سے

ہاتھ نکال کر Wave کرتی ہے۔ یکدم اسے احساس ہوتا ہے کہ باپ اندھا ہے۔ اب وہ

ہاتھ اندر کرتی ہے اور اپنے ناخن منہ میں لے کر زور سے طریقے سے دانتوں سے کاٹتی ہے۔)

کٹ

سین 7 آؤٹ ڈور دن

(کار نہر کنارے جا رہی ہے۔ اندر ستارہ بیٹھی ہے۔ وہ نہایت پرو فیشنل انداز میں جو گانا

ریکارڈ کرنا ہے، اس کا الاپ کر رہی ہے۔ اس کا ہاتھ، اس کا چہرہ، اس کا تمام وجود بدل کر ایک نئی کامیاب شخصیت میں ڈھل جاتا ہے۔

کٹ

سین 8 آؤٹ ڈور دن

(کار سٹوڈیو میں داخل ہوتی ہے۔ یہ سٹوڈیو کوئی بھی فلمی سٹوڈیو ہو سکتا ہے۔)

کٹ

سین 9 ان ڈور دن

(اس وقت ستارہ نے کانوں پر ایئر فون لگا رکھے ہیں اور وہ بڑے اعتماد سے ریکارڈنگ بوتھ میں غزل گا رہی ہے۔ شیشے بے میوزک ڈائریکٹر اور آرکسٹرا دکھاتے ہیں۔)

پل پل اپنا رنگ بدلنا، چلنا سنگ ہوا کے

غزل جب پہلے انترے پر آتی ہے تو کٹ کر کے ستارہ کے چہرے پر پچھلے گزرے ہوئے واقعات اور لپ کرتے ہیں۔ ستارہ کو نظر آتا ہے جیسے آپالینٹی ہے اور وہ بچہ گود میں اٹھائے بچہ پچکار رہی ہے۔ پھر آپا ڈالو کرتی ہے۔ نگینہ سلوموشن میں اٹھتی ہے۔ اس کے چہرے پر بڑی گہری بے زاری ہے۔ یکدم عاصم بولتا ہوا اس امیج کو ہٹا دیتا ہے۔

اب اس پر زور سے میوزک ڈائریکٹر کی آواز سہرا میوز ہوتی ہے: ”کٹ اٹ!“ ستارہ جو اپنے گھر کا ماحول ساتھ لے آئی ہے، شرمندہ ہو کر رکتی ہے۔ میوزک ڈائریکٹر بوتھ کے اندر آتا ہے۔)

فیضی: کیا بات ہوئی میڈم؟ پہلے سرگم لگانی تھی یہاں۔

ستارہ: (شرمندہ ہو کر) میں بھول گئی۔ آئی ایم سوری!

فیضی: جس وقت ماسٹر لطیف یہ تین نوٹ لگاتا ہے (لگا کر سمجھاتا ہے اس کے بعد انترہ

لگانے سے پہلے یہ سرگم ہے..... نی پادھانی سا..... نی پادھانی سا..... نی پادھانی سا.....
 سا..... پھر کلارنٹ کا پیس ہے۔ اس کے بعد آپ اٹھائیں سرگم.....
 تھینک یوجی، میں سمجھ گئی۔ انشاء اللہ اب غلطی نہیں ہوگی۔
 (میوزک دوبارہ شروع ہوتا ہے۔ ستارہ الاپ کرتی ہے۔ سرگم اٹھاتی ہے۔ فیضی فاصلے
 سے داد دینے کے انداز میں ہاتھ ہلاتا ہے۔ ستارہ دوسرا شعر گاتی ہے۔)

کٹ

سین 10 ان ڈور دن

(فلمی دنیا کا ایک دفتر۔ اس وقت یہاں ایک پروڈیوسر، ایک شاعر، دو چلم بھرنے والے
 ایکسٹراناسیپ چچے اور ڈائریکٹر ظہیر بیٹھا ہے۔)
 ظہیر: میں تو بس ان کے مزاج سے ڈرتا ہوں۔
 شاعر: اب آرٹسٹ کا مزاج ہوتا ہے بھائی میرے! Creative کام کرنے والے ہر
 آدمی کے اندر ایک الاؤ جلتا رہتا ہے۔ اس کی چنگاریاں پڑتی رہتی ہیں دوسروں
 پر۔ دوسروں کو برداشت کرنا چاہیے۔
 (ایک ایکسٹرا چائے بنانا کر پیالیاں پیش کر رہا ہے۔)
 پروڈیوسر: بھائی ظہیر جو ٹاپ کا آدمی ہوگا، وہ کچھ بھاروں پر تو پڑے گا۔ اس کو اپنی
 Importance کا پتہ ہوتا ہے۔ اگر تم ستارہ سے سارے گانے گواؤ تو فلم کی
 کامیابی کی آدمی ذمہ داری میں لیتا ہوں۔
 ظہیر: آپ کی اور بات ہے سیٹھ صاحب! میں نے ان کے ساتھ کبھی کام نہیں کیا، میں
 ڈرتا ہوں۔

پروڈیوسر: میری تو بہن بنی ہوئی ہے ستارہ ”آخری صبح“ میں پہلی مرتبہ میں ہی تو اسے لایا
 تھا..... اس سے پہلے فلاپ ہو گئی تھی بالکل ”رہمت اور جگنو“ میں..... مجھ کو تو
 عادت ہے نئے چہرے لانے کی، نئے رائٹر لانے کی۔ اب یہ ویرانہ صاحب بیٹھے

ہیں، پوچھ لیں آپ ان سے۔

ویرانہ: ہم تو مانتے ہیں۔ ورنہ جینون شاعر کا کیا کام فلم انڈسٹری میں۔

ایکسٹر 1: اب یہ سلیم آج بہت بڑا ایکٹر ہو گیا ہے۔ بات نہیں سنتا کسی کی۔ سیٹھ صاحب کی کار کا دروازہ کھولا کرتا تھا ہر صبح آکر۔

ایکسٹر 2: بے اصل کے لوگ ہیں۔ احسان و حسان بھلا دیتے ہیں۔

ویرانہ: بشیر! پان لگو آکر لاؤ ذرا۔

پروڈیوسر: (جیب سے پیسے نکال کر) ویرانہ صاحب کے لیے سگریٹ کی ڈبی، لاپچی سپاری سادہ پان، زردہ علیحدہ۔

ویرانہ: پیسے میں خود دوں گا سر جی۔

پروڈیوسر: بس بس..... آپ کے ڈیرے پر آئیں گے تو وہاں آپ دیں شوق سے.....

ظہیر: پھر جی، میرے بھی کچھ مشکل حل کریں۔ سیٹھ صاحب۔

پروڈیوسر: مثلاً کیا؟

ظہیر: میں سوچتا ہوں چار گانے ستارہ سے لے لوں اور تین گانے دیپک کے ہوں۔

شاعر: نام ہی دیپک ہے بے چاری کا! آواز میں ذرا لو نہیں۔ فلم بیٹھ جائے گی۔

ایکسٹر 1: مجھے بولنے کا حق نہیں ہے جناب پر باکس آفس پر ہٹ ہوتی ہے ستارہ کی ہر فلم۔

شاعر: موسیقی اچھی ہو تو پبلک بہت کچھ معاف کر دیتی ہے گانوں کی وجہ سے۔

ظہیر: لیکن ستارہ کی مزاج داریاں کون ہے گا! بد قسمتی سے میں خود بہت نازک مزاج

ہوں۔ میں بھی ٹاپ کا آدمی ہوں آخر!

(اس وقت ستارہ آتی ہے۔)

ستارہ: میں آ جاؤں سیٹھ صاحب؟

پروڈیوسر: آئیے آئیے..... آپ ہی کا ذکر ہو رہا تھا ظہیر صاحب سے۔

ستارہ: کیا حال ہے ویرانہ صاحب؟

شاعر: دعا ہے..... کرم ہے اُس کرم نواز کا!

(ستارہ بیٹھتی ہے۔)

پروڈیوسر: ہو گیا گانا؟

پروڈیوسر: کیسا رہا؟

ستارہ: آپ فیضی صاحب سے پوچھ لیجئے!

پروڈیوسر: آپ کی تسلی ہو گئی؟

ستارہ: ہاں جی، میں نے تو اپنی طرف سے کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی Batch کمزور تھا البتہ

سیٹھ صاحب آپ اس بات پر توجہ نہیں دیتے اور میں بار بار آپ سے کہتی ہوں

کہ سولو بجانے والوں کی خاص سُر کھا کریں۔ جہاں کہیں پتہ چلے کہ کوئی کام کا

آدمی ہے اسے اپنے پاس ملازم رکھیں۔ آج کل انٹ والے نے وہ بھونڈا بجایا ہے

اور وہ بے سرے انداز میں اٹھایا ہے کہ آپ دیکھیں گے۔ فیضی صاحب تو شریف

آدمی ہیں، پر کام میں رعایت نہیں ہونی چاہیے۔

(یہاں وہ ستارہ نہیں ہے جو گھر پر موجود تھی۔ یہاں وہ اپنے اڈے پر ہے اور پرا اعتماد ہے۔)

پروڈیوسر: تو دوبارہ ٹیک کروانی تھی بی بی!

ستارہ: آپ چاہے سو ٹیکیں کروائیں۔ جس قدر وہ کم بخت جانتا تھا سارا زور لگا دیا اس نے۔

پروڈیوسر: (ایکسٹر اسے) ذرا ماسٹر فیضی صاحب کو تو بلا لاؤ..... ستارہ! یہ ظہیر صاحب ہیں۔

ستارہ: (بہت مریبانہ انداز میں) جی ہاں، میں دیکھ رہی ہوں۔

ظہیر: میں فلم بنانا چاہتا ہوں۔

ستارہ: پہلی فلم ہے آپ کی؟

شاعر: نہیں، بہن میری، ”راستے اور فاصلے“ ان کی تھی۔

ستارہ: وہ تو فلاپ ہو گئی..... ہے نا؟

ظہیر: جی ہاں! بد قسمتی سے فلاپ ہو گئی وہ تو۔

پروڈیوسر: ہو جاتی ہے، ہو جاتی ہے فلم فلاپ۔ اس میں کون سی بڑی بات ہے۔

ظہیر: اب میرا خیال ہے کہ میں ایک اور فلم بناؤں۔

ستارہ: (لا تعلقی سے) اچھا خیال ہے۔ سیٹھ صاحب! میرا چیک تیار کر دیا آپ نے؟

پروڈیوسر: ہاں جی، ہمیں معلوم ہے آپ چیک کے بغیر نہیں جائیں گی۔

ستارہ: بس جی بے وقوفی سے میں نے گھر شروع کر رکھا ہے اپنا۔ سر یا مہنگا ہو گیا ہے۔ لیبر اس قدر وق کرتا ہے۔ کیا بتاؤں سیٹھ صاحب، میں تو اس کو ٹھی سے تنگ آگئی ہوں۔

شاعر: اللہ کرے گا ایسے دس بنگلے اور بنیں گے!
 ظہیر: جی تو میری گزارش تھی کہ آپ میری فلم کے گانے گائیں۔
 ستارہ: (سنی ان سنی کر کے) میرا کوئی فون تو نہیں آیا ریڈیو سٹیشن سے؟
 پروڈیوسر: میرے ہوتے ہوئے تو کوئی نہیں آیا۔

شاعر: ستارہ صاحبہ! میں ظہیر صاحب کی فلم کے گیت لکھ رہا ہوں۔ میں نے سنوری سنی ہے، آپ یقین کریں بڑا پاور فل ڈرامہ ہے۔ (آہستہ) کچھ مسکا پالش لگائیں ظہیر صاحب۔

ستارہ: نہیں ویرانہ صاحب، مجھے جھوٹی خوشامد سے نفرت ہے۔
 پروڈیوسر: بابا تم ظہیر کی بات تو سنو ستارہ بہن۔

ستارہ: اچھا یہ بتائیے Male Lead پر کون گارہا ہے؟
 ظہیر: میں نے استاد کریم سے عرض کی تھی.....

ستارہ: ناں بابا، ناں! ہم عطائی لوگ ان کے ساتھ نہیں گا سکتے۔ منہ میں ان کے سیر بھر پان ہوتا ہے، ہاتھ میں سگریٹ کی کالی ڈبیا۔ وہ تو انڈسٹری کے پرنس ہیں۔ میں ان کیساتھ نہیں گا سکتی۔ غلطی خود کرتے ہیں اور جھڑکیاں سازندوں کو دیتے ہیں۔
 (ایکشر پان لے کر آتا ہے۔)

ایکشر: ظہیر صاحب! باہر سر آپ کو عبدالغفار صاحب بلارہے ہیں۔
 ظہیر: میں ابھی حاضر ہوا۔ (جاتا ہے)

پروڈیوسر: خدا کے لیے ترس کر اس پر ستارہ بہن۔

ستارہ: آپ یہ میری ڈائری دیکھ لیں سیٹھ صاحب..... اگر سن 77 کے جون تک کوئی ڈیٹ آپ کو مل سکے تو ضرور اس کی سفارش کریں۔ آپ خود دیکھ لیں۔
 پروڈیوسر: پھر بھائی یہ تو ہمارا دوست ہے۔

ستارہ: ایک گانے کے سات ہزار دے سکے گا۔

پروڈیوسر: نیا آدمی ہے، اس قدر ظلم نہ کرو ستارہ۔

ستارہ: تو رہنے دیں۔ میں نے تو اس پر ترس کھانے کی سوچی تھی۔

(اس وقت فیضی اندر آتا ہے۔)

فیضی: ونڈر فل..... ونڈر فل! میں آپ کو تلاش کر رہا تھا میڈم!

ستارہ: کیوں..... کیا ٹیک میں کچھ نقص نکل آیا ہے۔

فیضی: اوجہ جی اللہ سائیں عزت رکھے..... میں ذرا ڈویٹ کی ریہرسل کرانا چاہتا تھا، منصور

آیا ہوا ہے۔

ستارہ: (گھڑی دیکھ کر) اب تو ماسٹر جی چاہے منصور آئے یا منصور کا باپ آئے، مجھے تو جانا

ہے۔

فیضی: ایو بس جی ذری کی ذرا مکھڑا دیکھ لیں۔

ستارہ: ریڈیو سٹیشن پہنچنا ہے مجھے پندرہ منٹ کے اندر اندر۔ اچھا سیٹھ صاحب، آپ کا

دوست سات ہزار پر مان جائے تو ٹھیک ہے میں چار گانے گادوں گی آپ کی

خاطر۔ خدا حافظ! (جاتی ہے)

شاعر: آپ کی خاطر نہیں سیٹھ صاحب، سات ہزار کی خاطر۔

ایکسٹرا: ظاہر ہے!

فیضی: ایسی لالچی عورت کو خدا نے کیا آواز دے رکھی ہے، کچھ سمجھ نہیں آتے اوپر والے

کے کام!

کٹ

سین 11 ان ڈور دن

(ریڈیو سٹیشن بوتھ میں ستارہ، اناؤنسر سرفراز کے ساتھ بیٹھی ہے۔ پروگرام ریکارڈ ہو رہا

ہے۔ انجینئروں والی سائیڈ اور آرکسٹرا والی سائیڈ بھی ساتھ ساتھ رجسٹر کرائی جاتی ہے۔)

سرفراز: ستارہ صاحبہ! ہمارے سامعین یقیناً بڑی دلچسپی سے اس وقت اپنے اپنے ریڈیو سے لگے بیٹھے ہیں اور بڑے انہماک سے آپ کے ساتھ ہماری باتیں سن رہے ہیں۔
ستارہ: (ہنس کر خوش خلقی کے ساتھ) شاید جی!

سرفراز: اب میں آپ سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ آپ آج جس مقام پر ہیں، اور جیسے لوگ آپ کی آواز کے دیوانے ہیں..... یہ مقام حاصل کرنے میں آپ کو جو جدوجہد کرنی پڑی ہے اس کے متعلق ہمیں کچھ بتائیں۔

ستارہ: (ناخن کاٹنے لگتی ہے اور اس کی گھریلو Self - Conscious پر سنیلٹی واپس آ جاتی ہے) دراصل صاحب شہرت اور دولت کا کوئی سیٹ اصول نہیں ہے، خاص کر شہرت کا..... کچھ لوگ ہماری انڈسٹری میں ہیں۔ میں انہیں تین چار سال سے دیکھ رہی ہوں۔ وہ مجھ سے زیادہ محنت کرتے ہیں، ان کی آواز بھی مجھ سے اچھی ہے لیکن وہ مشہور نہیں ہیں۔ دراصل شہرت کا کچھ ٹھیک نہیں ہے..... کچھ لوگ ساری عمر اس کے پیچھے بھاگتے ہیں اور انہیں اپنی گلی کا کتا بھی نہیں پہچانتا جبکہ کچھ لوگ اپنے آپ سے چھپتے پھرتے ہیں اور وہ سورج کی روشنی بن جاتے ہیں..... یہاں وہاں سب دروازے کھڑکیاں کھل جاتی ہیں ان پر۔

سرفراز: یہ تو بہت اچھی بات کی آپ نے..... لیکن آپ کا کیا خیال ہے کہ جدوجہد سے کچھ حاصل نہیں ہوتا؟

ستارہ: ہوتا ہے، بہت کچھ حاصل ہوتا ہے جو کچھ انسان کے بس میں ہے، وہ حاصل ہو جاتا ہے۔ شہرت، دولت، محبت، شرافت..... یہ تو آپ میرے ساتھ ایگری کریں گے کہ انسان یہ خزانے بانٹنے پر معمور نہیں ہے۔ یہ نعمتیں کہیں اور سے ملتی ہیں۔

نمائندہ: آپ بہت اچھی اردو بولتی ہیں۔ کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ آپ کی تعلیم کہاں تک ہے؟

جی میں نے بی اے کیا ہے..... فلاسفی اور ہسٹری میرے Subjects تھے۔ ستارہ:
 آپ کو یہ کیسے خیال آیا کہ آپ کی اصل لائن بیک گراؤنڈ سنگر کی ہے۔ نما سندرہ:
 (جوں جوں یہ انٹرویو بڑھتا ہے، ستارہ کی شخصیت بدلتی جاتی ہے۔ وہ نروس ہوتی ہے اور
 نظر آتی ہے، جیسے اس کے اوپر کے خول اتر کر اصلی شخصیت نظر آرہی ہو۔ اس وقت وہ
 نروس انداز میں ٹانگ ہلارہی ہے۔)

(لحہ بھر سوچ کر) سرفراز صاحب! زندگی ساحل کی سیر ہے۔ کچھ لوگ گھونگے ستارہ:
 چننے کی آرزو میں ساحل پر جاتے ہیں اور صبح کے وقت، عین آفتاب نکلنے سے پہلے
 انہیں سوئی ہوئی ریت پر ہر طرف موتی بکھرے ہوئے ملتے ہیں۔ کچھ لوگ
 موتیوں کی تلاش میں جاتے ہیں، کئی بار وہ Skin divers کی طرح کئی کئی
 Fathom نیچے جاتے ہیں اور ہر پٹی خالی نکلتی ہے۔ زندگی اور سمندر بڑے
 پراسرار ہیں، وہ انسان کی خواہشوں کے تابع نہیں ہیں۔ میں..... میں دراصل
 ڈاکٹر بننا چاہتی تھی۔

سرفراز: پھر؟ آپ نے وہ Career کیوں نہ اپنایا؟
 ستارہ: اول تو سچی بات یہ ہے کہ مجھے پڑھائی میں اتنی دلچسپی نہ تھی۔ جتنی ایک ڈاکٹری
 کے طالب علم کو ہونی چاہیے۔ میں نے اتنے نمبر نہ لیے جن سے میڈیکل کالج
 میں داخلہ ہو سکتا۔ دوئم..... اندر کی آوازیں بہت خراب ہوتی ہیں۔ سرفراز
 صاحب! کبھی آپ کو اندر سے آوازیں آئی ہیں؟

سرفراز: کیسی آوازیں ستارہ صاحبہ؟
 ستارہ: میرے اندر جیسے پہاڑیوں کا ایک سلسلہ ہے گولائی میں۔ اور اس سلسلہ
 کے درمیان پیالی کی شکل جیسی ایک جھیل ہے۔ یہاں پر کئی قسم کی
 آوازیں ٹریول کرتی ہیں۔ جھیل کا ساکت پانی ان آوازوں کو بہت نھرا
 دیتا ہے۔ پہاڑیاں ان میں ایسی گونج پیدا کر دیتی ہیں کہ بات سمجھ میں
 نہیں آتی، صرف آواز رہ جاتی ہے۔ ان آوازوں نے مل جل کر مجھے
 ڈاکٹر نہ بننے دیا۔

سرفراز: آپ نے جو گانے کا پروفیشن اپنے لئے چنا ہے تو کیا آپ بتا سکیں گی کہ اس کے بنیادی محرکات کیا تھے؟

ستارہ: میں جب بی اے فائنل میں تھی تو میرا کمرہ کوٹھے پر تھا۔ میں پڑھائی کے لیے باہر شہ نشین پر بیٹھا کرتی تھی۔ شاید گنگنایا بھی کرتی تھی، گایا بھی کرتی تھی۔ ہمارے پڑوس میں استاد عبداللہ رہا کرتے تھے۔ وہ ایک روز میرے گھر آئے۔ چھڑی ہاتھ میں تھی، راستہ ٹٹولتے آئے اور مجھے اپنی شاگردی میں قبول کر لیا۔ باقی جو کچھ کرامت وغیرہ میرے گانے میں دیکھتے ہیں، سب ان کی کرم نوازی ہے۔ ایسا استاد کسی کو بھی نصیب ہو جاتا تو اس کی قسمت سنور جاتی!

سرفراز: میں نے سنا ہے آپ کے گھر والوں نے آپ کو عاق کر دیا؟

ستارہ: چھوٹا سا قصبہ تھا۔ میرے گھر والے بڑی اونچی ناک والے تھے۔ انہوں نے میرے اس شغل پر پہلے تو بہت اعتراض کئے لیکن جب میں نے فلم میں گانے کا فیصلہ کر لیا تو بڑا ہنگامہ ہوا گھر میں..... اور میں گھر سے نکال دی گئی۔ استاد عبداللہ نے مجھے اپنے گھر میں پناہ دی۔ بیٹی بنا لیا پھر ان ہی کے کنبے کے ساتھ میں یہاں آ گئی۔

سرفراز: یہ تو بڑی دردناک کہانی ہے۔ اب تو وہ لوگ آپ سے ملنا چاہتے ہوں گے، کیوں ستارہ صاحبہ؟

ستارہ: شاید اب وہ لوگ مجھ پر فخر کرتے ہوں لیکن وہ سب غیرت والے تھے۔ اگر میری ماں زندہ ہوتی تو شاید..... غیرت کی پروانہ کرتی۔ سرفراز صاحب! ماں نہ ہو تو دنیا میں خواہ مخواہ بلانے والا کوئی نہیں رہتا..... غلط بات پر ہاں ہاں کرنے والا ختم ہو جاتا ہے۔

سرفراز: معاف کیجئے، میری باتوں نے تو آپ کو ملول کر دیا۔ غالباً آپ کے Admirers اس وقت رورہے ہوں گے۔ کیا خیال ہے اگر آپ ان کا دل بھی خوش ہو جائے۔

ستارہ: ضرور!

سرفراز: اچھا لمحہ بھر کی زحمت اور آپ کو دوں گا۔ ذرا آپ استاد فضلی کی شخصیت پر روشنی

ڈالیں کیونکہ وہ اس سارے Sub continent کے بڑے استادوں میں شمار ہوتے ہیں..... علم کا خزانہ ہیں دوسرے بادشاہ اس کے باوجود نہ تو وہ کبھی ریڈیو پر آئے نہ ٹیلی ویژن پر تشریف لائے بلکہ میں نے سنا ہے کہ انہوں نے ایل پی بنانے سے بھی انکار کر دیا ہے۔

ستارہ: ان کا کچھ عجیب مزاج ہے، پرندوں جیسا..... سر فرنا صاحب! وہ کہا کرتے ہیں آواز اس لیے نہیں ہوتی کہ اسے ٹیپوں میں یا ریکارڈوں میں بند کر دیا جائے۔ یہ ہوا میں بکھرنے کے لیے ہے، کان میں رس گھولنے کے لیے ہے اور بس۔ اس کو وقت پر اس طرح ثبت کرنا جیسے مہر کاغذ پر لگتی ہے، غلط ہے..... ان نیچرل ہے۔

سر فرناز: لیکن آپ کے تودر جن بھرایل پی بنے ہیں۔ اس پر انہوں نے اعتراض نہیں کیا؟
ستارہ: (ہنس کر) کیونکہ وہ اندر ہی اندر جانتے ہیں کہ نہ میں رہوں گی نہ میرے ایل پی..... کوئی اور لہر آئے گی تو ان کو بہا کر لے جائے گی اپنے ساتھ..... سیدھی اور سچی بات یہ ہے..... میں ہوں تو ستارہ لیکن سیارے کی سی زندگی بسر کر رہی ہوں۔ کچھ دیر روشنی رہے گی پھر.....

سر فرناز: بس بس ستارہ صاحبہ..... اتنی مایوسی اچھی نہیں۔ کچھ لوگوں کا کام ابد تک قائم رہتا ہے۔

ستارہ: جی ہاں کچھ لوگوں کا..... صرف کچھ لوگوں کا!
سر فرناز: (گھبرا کر) کیا آپ سامعین کو اپنا کوئی تازہ گیت سنانا پسند کریں گی!
(پرس کھول کر کا پی نکالتی ہے)

ستارہ: یہ غزل میں نے آج ہی ریکارڈ کرائی ہے۔

سر فرناز: کس فلم کے لیے؟

ستارہ: ”اب کہاں؟“..... سنئے.....

(یکدم بینگ کے ساتھ دوسرے سٹوڈیو میں موسیقی جاری ہوتی ہے۔ ماسٹر فیضی موسیقی ڈائریکٹ کر رہے ہیں۔ ستارہ دوسرا مصرعہ گاتی ہے۔)

آنکھیں خالی ہیں اور گھر کی ساری دیواروں پر
آڑی تر چھٹی سطریں ہیں یا لٹے سیدھے خاکے

سین 12 آؤٹ ڈور شام کا وقت

(کھلی کشادہ سڑک پر ستارہ کی کار جا رہی ہے۔)

کٹ

سین 13 آؤٹ ڈور شام کا وقت

ایک پرانی ٹوٹی پھوٹی بستی میں کار داخل ہوتی ہے اور ایک معمولی سے گھر کے آگے جا کر رکتی ہے۔ ستارہ اس میں سے اترتی ہے اور دروازہ کھٹکھٹاتی ہے۔ دروازے کے ساتھ ایک چھوٹی سی تختی پر لکھا ہے: محمد لطیف طلبہ نواز آرٹس ریڈیو پاکستان، ٹیلی ویژن، کیرئیر اس تعارفی تختی کو چند ٹاپیے دکھاتا ہے۔)

کٹ

سین 14 ان ڈور کچھ دیر بعد

(ماسٹر محمد لطیف کا گھر۔ لطیف چارپائی پر لیٹا ہے۔ اس کی موٹی سی بیوی اس کی ٹانگیں دبا رہی ہے۔ دو چار چھوٹے چھوٹے بچے آنگن میں ٹیٹا ٹاپو کھیل رہے ہیں۔ ستارہ چارپائی کے پاس مونڈھے پر بیٹھی ہے۔ لطیف کھانتا ہے۔ پھر فرش پر پرے تھوکتا ہے۔ فوزیہ جو ابھی چھوٹی سی لڑکی ہے کو کالاکو بوتل لاتی ہے۔)

لطیف: پی لیس میڈم!